AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 4, Issue 1, June 2020, PP: 19-34
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

Scan for download

صوتی آلودگی کا تدارک: سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں

Remedial Measures for the Noise Pollution in the Context of Prophet's Sīrah

Jamil Ahmad [1] **& Allah Ditta** [2*]

[1]Assistant Professor, Department of Islamic Studies, BZU, Multan, Pakistan
[2]Lecturer, Federal Government Degree College for Boys, Multan Cant., Pakistan

ARTICLE INFO

Article History:
Received 03 June 2020
Revised 29 June 2020
Accepted 30 June 2020
Online 30 June 2020

DOI:

***Keywords**:*
Environmental Pollution, Humanity, Metropolitan Cities, Sīrah.

ABSTRACT

Environmental pollution is considered as one of the major threats to both earth and humanity. People are familiar and concerned with some common types of pollution. However, they are neglectful about some types of pollution and do not care about them. Noise pollution is one of the types of pollution which needs more attention as people neglect it the most. In the modern era, noise pollution has significantly raised, especially in metropolitan cities. This research concentrates on the remedial measures guided by the Prophet, (peace be upon him) to bring down or deflect the noise pollution. The article does not only discuss the Prophetic traits, but also reveal the disadvantages and harms of noise pollution. Conclusively, with various arguments, it is claimed that the guidelines from Prophet's sīrah seems the profound remedial measure to minimize noise pollution of the world.

*Corresponding Author's email: profabughufran475@gmail.com

CC BY

تمہید

عصر حاضر میں پوری دنیا کو آلودگی کے شدید بحران کا سامنا ہے۔ آلودگی کی ایک قسم صوتی آلودگی ہے جس کی ہولناکیوں کی طرف کماحقہ نہ توجہ دی گئی ہے اور نہ ہی مناسب قانون سازی کی گئی ہے۔ صوتی آلودگی بھی ماحولیاتی یا فضائی آلودگی ہی کی ایک قسم ہے۔ پر شور آوازوں سے فضا میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف انسانی اور حیوانی پردۂ سماعت متأثر ہوتا ہے بلکہ گردوپیش کا پورا ماحول صوتی لحاظ سے آلودہ ہو جاتا ہے۔ اس سے سماعت اور قلب ودماغ کے کئی امراض پیدا ہوتے ہیں گو کہ پہلے زمانے میں آوازیں اتنی خطرناک نہیں سمجھی جاتی تھیں ۔اس لئے کہ ایسی آوازیں کرنے والے آلات نہیں تھے یا کم تھے لیکن آج یہ عالمی مسئلہ بن چکا ہے اور گاڑیوں اور مشینوں کی بڑھتی ہوئی تعداد نے اس کو پوری روئے زمین کا مسئلہ بنا دیا ہے۔ لوگ خوام خواہ ہارن بجاتے ہیں اور ان ہارنوں کی آوازیں دل ودماغ کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں۔ لاؤڈ اسپیکر کا شور الگ وبال جان بنا ہوا ہے۔ تعلیمی اداروں کے قرب وجوار میں ہونے والا شور، میوزک اور ٹریفک کی بے ہنگم آوازیں بچوں کی توجہ منتشر کرنے کا باعث بنتی ہیں جو تعلیمی عمل میں رکاوٹ کا سبب ہیں۔ایک سروے کے مطابق ملک کا ہر بارہواں شخص بڑھتے ہوئے شور وشغف کے باعث سماعت سے محروم ہوتا جارہا ہے۔ صوتی آلودگی کی وجہ سے ہاضمہ، معدہ دل کے امراض پٹھے اور جسمانی ڈھانچہ پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں حتی کہ برین ہیمبرج، ہارٹ اٹیک، بلڈ پریشر اور شوگر جیسی کئی خطرناک بیماریاں کا ایک سبب صوتی آلودگی بھی ہے۔اس کے علاوہ نفسیاتی طور پر غصہ، نفرت، چڑچڑاپن، جارحیت، بے خوابی، بدہضمی، سستی، تھکن، بے توجہی، عدم دلچسپی، ذہنی دباؤ اور غائب دماغی جیسی خرابیاں بھی صوتی آلودگی کی مرہون منت ہیں۔

ایک تحقیقی رپورٹ کے مطابق جن افراد کو رات میں مسلسل چار سال تک 55 ڈیسی بل یا اس سے زیادہ شور وشغف کا سامنا ہوتا ہے، توان میں تولیدی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔اتنا شور شرابہ پرانے پنکھے اور ایئر کنڈیشنز کے چلنے سے بھی پیدا ہوتا ہے جسے عام طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ دن کے اوقات میں 90 ڈیسی بل یا اس سے زیادہ شور وغل والے ماحول میں چند ماہ تک انسان کے سکونت اختیار کرنے سے بھی مردانہ تولیدی صحت متاثر ہوتی ہے۔ اگر یہ سلسلہ کئی سال تک دراز ہو جائے تو مرد بانجھ پن کا شکار ہو جائے گا۔[1] ان حالات میں یہ یقیناً اس دور کا اہم ترین مسئلہ ہے جس کی طرف توجہ مبذول کرنے اور خلق خدا کو اس کی ہولناکیوں سے بچانے کی اشد ضرورت ہے۔ مندرجہ ذیل سطور میں صوتی آلودگی کے خطرات، اس کے عواقب ونتائج اور سیرت النبی کی روشنی میں اس کے تدارک وانسداد کی وضاحت کی گئی ہے۔

صوتی آلودگی کی تعریف

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا(Encyclopedia of Britannica) میں صوتی آلودگی کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے کہ شور کی آلودگی سے مراد ناپسندیدہ یا ضرورت سے زیادہ بلند آواز ہے جو انسانی صحت اور ماحولیاتی معیار پر مضر اثرات مرتب کر سکتی ہے۔ شور کی آلودگی عام طور پر بہت ساری صنعتی سہولیات اور کچھ دیگر کام کی جگہوں پر پیدا ہوتی ہے لیکن یہ شاہراہ، ریلوے اور ہوائی جہاز کے ٹریفک اور بیرونی تعمیراتی سرگرمیوں سے بھی پیدا ہوتی ہے۔[2]

پاکستان ماحولیاتی تحفظ کے قانون(Pakistan Environmental Protection Act 1997) میں آلودگی کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے کہ شور سے مراد آواز کی شدت، دورانیہ یا کسی بھی قسم کی شدید آواز کی کیفیت ہے۔ ارتعاش بھی اسی میں داخل ہے۔[3]

یعنی شور کی آلودگی یا صوتی آلودگی سے مراد کسی بھی قسم کے ذرائع سے پیدا ہونے والی وہ بلند و پر زور آوازیں ہیں جو انسانی سماعت کے لیے ناگوار و ناپسندیدہ ہوتی ہیں۔ایسی تمام آوازوں پر شور کی آلودگی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

صوتی آلودگی کی پیمائش

دیگر آلودگیوں کے بر عکس شور کی آلودگی کی پیمائش کرنا دقت طلب امر ہے اور پھر اس حد کا تعین کرنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے جس سے صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔ بعض آوازیں کسی کے لیے قابل قبول ہوتی ہیں اور کسی کے لئے تکلیف کا باعث ہوتی ہیں ۔ تیز آواز میں میوزک سننا کسی کو اچھا لگتا ہے اور کسی کو ناگوار گزرتا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر شور کی آلودگی کا تعین کرنا اور اس کی پیمائش کرنا ایک مشکل امر بن جاتا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا(Encyclopedia of Britannica) کے مطابق آواز کو عموماً تیز(طول وعرض) اور لہر کی پچ (تعدد) کے لحاظ سے بیان کیا جاتا ہے۔صوتی اونچائی (جسے صوتی دباؤ Sound Pressure Level کی سطح بھی کہا جاتا ہے یا ایس پی ایل) کو لوگارتھمک اکائیوں میں ماپا جاتا ہے جسے ڈیسیبل (ڈی بی) کہا جاتا ہے۔ عام انسانی کان ان آوازوں کا پتہ لگا سکتا ہے جو زیرو DB (سماعت کی دہلیز) اور تقریباً 140 کے درمیان ہوتی ہیں ۔ DB120 اور 140 DB کے درمیان والی آواز کو سننے سے ایک عام آدمی کو درد محسوس ہوتا ہے۔ ایک لائبریری میں محیط ایس پی ایل 35 کے قریب ہے جبکہ چلتی بس یا سب وے ٹرین کے اندر تقریباً 85 ڈی بی ہے۔ عمارت کی تعمیراتی سرگرمیوں کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ 105 ڈی بی تک ایس پی ایل تیار کر سکتی ہیں۔ دوری کے ساتھ ایس پی ایل میں کمی واقع ہوتی ہے۔[4]

بعض دیگر ذرائع نے انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا سے ہٹ کر شور کی پیمائش بیان کی ہے اور ان کے پیمانے بھی مختلف ہیں۔ ان کے مطابق شور کو ناپنے کا پیمانہ ڈیسی بل ہے اور سائنسدانوں کے مطابق زیرو ڈیسی بل کا مطلب وہ کم سے کم آواز ہے جو انسانی کان محسوس کر سکتے ہیں۔20ڈیسی بل آواز ایک سرگوشی سے پیدا ہوتی ہے،40ڈیسی بل آواز کسی پر سکون دفتر میں ہو سکتی ہے، 60ڈیسی بل آواز عام گفتگو سے پیدا ہو سکتی ہے جبکہ 80 ڈیسی بل سے اوپر آواز انسانی سماعت کے لیے تکلیف دہ ہوتی ہے۔لہٰذا کسی بھی قسم کا شور و غل ہماری قوت سماعت پر منفی اثر مرتب کرتا ہے جسے دوسرے الفاظ میں صوتی آلودگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔سائنسی اعتبار سے انسانی کان عام طور پر شور و غل کی 55تا65ڈیسبل تک کا تحمل کر سکتے ہیں اس کے علاوہ اگر55تا90ڈیسبل تک پہنچ جائے تو ہمارے جسم پر منفی اثرات پڑنے لگتے ہیں۔انسانی کان 20- 120 ڈسیبل کی شدت کے ساتھ آوازیں سنتا ہے، 120 ڈسیبل سے زیادہ شدت کی آواز سننے والے احساس کو جسمانی نقصان پہنچا سکتی ہے جو بہرے پن تک پہنچ جاتی ہے۔[5]

صوتی آلودگی اور سیرت النبی

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان جب بھی جملہ شعبہ ہائے زندگی کی اعلیٰ مثال تلاش کرتا ہے تو وہ یہ سب کچھ رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ میں بدرجہ اتم وبدرجہ کمال پاتا ہے۔اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی سیرت کو قابل عمل ومثالی نمونہ قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدكَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"[6]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے۔

یعنی آج انسانی شعبہ ہائے زندگی کے انفرادی معاملات ہوں یا اجتماعی معاملات ہوں، وہ شخص بالذات فرد ہو یا حاکم ہو، داعی ہو یا واعظ، معلم ہو یا سربراہ مملکت، سپہ سالار ہو یا سیاست دان، خاوند ہو یا باپ، سیاستدان ہو یا منتظم، ہر لحاظ سے سیرت نبوی ﷺ کے مطالعے سے انسانی زندگی کے یہ تمام پہلو اعلیٰ نمونے اور کامل ترین صورت میں عملی طور پر ہمارے سامنے ظاہر ہوں گے اس لئے سیرت النبی ﷺ سے استفادے کی ضرورت دوچند ہو جاتی ہے۔

صوتی آلودگی کے مادی اور معنوی لحاظ سے دو پہلو یا دو اقسام ہیں۔ مادی صوتی آلودگی سے مراد بلند اور پرشور آوازیں ہیں جبکہ معنوی صوتی آلودگی میں آواز چاہے دھیمی ہی کیوں نہ ہو لیکن وہ اپنے اندر ایسے تیز و تند اور ترش مفاہیم لیے ہوئے ہوتی ہیں جس کی وجہ سے مخاطب کی سخت دل آزاری ہوتی ہے۔ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ بحیثیت دین چیزوں کے نہ صرف ظاہری پہلو پر نظر رکھتا ہے بلکہ باطنی پہلو کے لیے بھی احکامات کو بیان کرتا ہے اور رہنمائی کے یہ تمام پہلو بحیثیت شارع نبی ﷺ کی سیرت میں بھی بدرجہ اتم موجود ہیں۔ آپ ﷺ کی گفتگو اتنی نرم، شیریں اور دلربا ہوتی تھی کہ جو شخص بھی تھوڑی دیر آپ کے پاس بیٹھتا تھا وہ آپ سے محبت کرنے لگ جاتا تھا۔ آپ سے بڑھ کر خوش آواز و شیریں کلام کوئی شخص نہیں گزرا۔ آپ ﷺ انتہائی ٹھہر ٹھہر کر دھیمے انداز میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ صاف صاف اور جدا جدا کلام فرماتے تھے کہ ہر سننے والا یاد کر لیتا تھا۔[7] جب کہ فحش اور تیز و تند گفتگو کرنا نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ نہ تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو فحش گو تھے نہ بتکلف فحش گو بننے والے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو تم سب میں زیادہ خلیق ہو۔[8] اللہ رب العزت نے بھی قرآن پاک میں نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند آواز میں گفتگو کرنے کو معیوب قرار دیا ہے[9] اور دھیمے و پست انداز میں گفتگو کرنے کو پسند فرمایا ہے۔[10]

آئندہ سطور میں صوتی آلودگی کے مختلف مظاہر کی وضاحت مادی اعتبار سے کی گئی ہے کیونکہ معنوی پہلو کے اعتبار سے بالعموم اسے برا سمجھا جاتا ہے اور اس کی مذمت بھی کی جاتی ہے لیکن مادی پہلو کے لحاظ سے لوگ غفلت کا شکار ہیں اس لیے اس کے ضرر و نقصان کو بیان کرنا اور اس کی حقیقت کو آشکار کرنا نہایت ضروری امر ہے۔ اس آرٹیکل میں سیرت نبوی ﷺ سے استدلال کرتے ہوئے اس کے آثار و احکام کو منضبط کر کے اس کے تدارک و انسداد کے لیے عملی اقدامات کی وضاحت کی گئی ہے۔

ٹریفک کی وجہ سے پیدا ہونے والی صوتی آلودگی

آج پوری دنیا میں سب سے زیادہ صوتی آلودگی ٹریفک کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس میں بری، بحری اور فضائی ٹریفک سب شامل ہے۔ ہوائی جہازوں کی آواز بہت زیادہ تیز ہوتی ہے اور جنگی جہازوں کی آواز تو دل دہلا دیتی ہے۔ گاڑیوں کے ہارن کی آواز بھی کبھی بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ غیر ضروری طور پر ہارن بجانا، یا بلاضرورت بہت زیادہ تیز آواز والا ہارن لگانا اور اس کا عوامی مقامات پر استعمال کرنا درست نہیں ہے کہ یہ اسراف اور حدود سے تجاوز ہے اور لوگوں کے لئے ایذا کا باعث بھی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق پریشر

ہارن اور ٹریفک کے شور سے دنیا بھر میں تقریباً بارہ کروڑ لوگ مختلف طرح کی سماعتی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔[11] انہی جیسے عوارض کی وجہ سے شریعت اسلامیہ میں آواز کو بے جا بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

"وَاقْصِدفِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ اِنَّ اَنْكَرالْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ"[12]

ترجمہ: اور اپنی چال میں اعتدال اختیار کر اور اپنی آواز کو ذرا پست رکھ، بیشک سب آوازوں سے زیادہ مکروہ آواز گدھے کی آواز ہے۔

اس آیت میں آواز کو پست رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور گدھے کی آواز کو ناپسند کیا گیا ہے کیونکہ اس کی آواز بلند ہوتی ہے۔ اس کی بجائے اللہ تعالی نے اعتدال کو اختیار کرنے اور آواز کو پست رکھنے کا حکم دیا ہے۔قرآن مجید میں گدھے کی آواز کو سب سے بری آواز قرار دیا گیا ہے۔ دور نبوی ﷺ میں عصر حاضر کی سواریاں تو موجود نہیں تھیں۔ اس لئے ان کے بارے میں تو کوئی صریح حکم نہیں ملتا، تاہم اس آیت مبارکہ کی مدد سے آج کل کی ٹریفک کے بارے میں حکم معلوم ہو سکتا ہے اور یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ گدھے کی آواز کو برا قرار دینا ٹریفک کے پریشر ہارن کی طرح ہے چونکہ اس زمانے کی ٹریفک گھوڑوں، گدھوں اور اونٹوں کی مدد سے ہوتی تھی اور گدھے کی آواز زیادہ بلند ہوتی ہے اسی لیے اسے ناپسندیدہ اور بری آواز قرار دیا گیا۔ لہذا دور حاضر کی ہر وہ آواز جو انسانی سماعت پر گراں گزرے گی، وہ بھی قرآن کے اس حکم کے تحت ناپسندیدہ اور بری آواز قرار پائے گی۔

صنعتی شور

ٹریفک کی آلودگی کے بعد انسانی معاشرے کو جس خطرناک صوتی آلودگی کا سامنا ہے وہ صنعتی شور کا ہے۔کارخانے کی بعض مشینیں بہت پر شور ہوتی ہیں، حکومت کی طرف سے ان کو آبادی سے باہر لگانے کی ہدایت ہوتی ہے، یہ ہدایات شریعت کے مطابق ہیں ۔ زمانہ قدیم سے فقہاء آبادی سے دور علاقوں میں اس قسم کے کاروبار کی اجازت دیتے ہیں۔اگر حکومت نے کسی مخصوص علاقہ کو مخصوص قسم کے کاروبار کے لئے مختص کر دیا ہو تو اس حکم کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور اس حکم کی خلاف ورزی غیر قانونی اور گناہ متصور ہو گی۔فقہاء مالکیہ کے نزدیک تیز آواز جو مسلسل ہو اور آس پاس کی در و دیواروں کے لئے نقصان دہ ہو، قابل بندش ہے۔[13] فقہاء نے تو ضراب[14] اور غسال[15] کی آوازوں کو بھی منع کرنے کا قول بیان کیا ہے اگرچہ اس کی وجہ سے بہت قلیل ضرر ہوتا ہے اور اگر یہ ضرر شدید ہو یا آواز شدید ہو تو ہر حال میں منع کیا جائے گا۔[16] جنت کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ وہاں صوتی آلودگی نہیں ہو گی ،قرآن اس کی شہادت دیتا ہے:

"لَایَسْمَعُوْنَ فِیْہَالَغْوًاوَّلَاتَاْثِیْمًا"[17]

ترجمہ: جنت میں لوگ شور و شغب اور غلط آوازیں نہیں سنیں گے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

"لَایَسْمَعُوْنَ فِیْہَالَغْوًاوَّلَاکِذّٰبًا"[18]

ترجمہ: وہ اس میں کوئی لغویات اور جھوٹ نہ سنیں گے۔

یہ مضمون اس کے علاوہ بھی قرآن پاک کی دیگر بہت سی آیات میں بیان کیاگیاہےاوررسول کریمﷺنے بھی صحابہ کرام علیہم رضوان کوبھی اسی بات کی تعلیم فرمائی تھی۔

مشاعروں، جلسوں اور جلوسوں کے لیے آوازوں کابلند کرنا

جلسوں اورجلوسوں کے لئےاس حدتک آوازبلندکرناکہ اس کی وجہ سےقرب وجوارکےرہنےوالےلوگوں کومشکل درپیش ہوان کی نیندمیں خللواقع ہویاآوازاتنی تیزہوکہ ان کی سماعت پراس کے برےاثرات واقع ہوں درست نہیں ہےبلکہ شریعت کی تعلیمات کےخلاف ہےکیونکہ رسول کریمﷺنےایسےکسی بھی عمل سےمنع فرمایاہےجس کی وجہ سےکسی کوتکلیف پہنچے۔ارشادنبوی ہے:

ترجمہ:مسلمان وہ ہےجس کی زبان اورہاتھ سےدوسرےمسلمان ایذاء نہ پائیں۔[19]

یہی حکم مذہبی یاسیاسی جلسوں اور مشاعروں کابھی ہے، قانونی اعتبارسے جواس کےاوقات مقررہیں یاآواز کی جو سطح طے کی گئی ہےاس کی رعایت ضروری ہے،بصورت دیگرکھلی جگہوں کےبجائےبندہالوں میں یہ پروگرام کئےجائیں کہ آوازباہرنہ نکلے اوردیگرغیرمتعلق لوگوں کےلئےباعث تشویش نہ ہو۔ البتہ رات بھر کے پروگراموں میں چاہے وہ مذہبی پروگرام ہی کیوں نہ ہو ںایک خرابی یہ بھی ہے کہ عشاء کا مستحب وقت ایک تہائی شب بھی تسلیم کرلیاجائےتوبعدعشاء غیر ضروری گفتگویاکوئی بھی ایسا کام جو کہ نماز فجر پر اثرانداز ہو از روئے حدیث ناپسندیدہ اور ممنوع ہے۔اس اعتبار سے اگربنظرغائردیکھاجائےتومشاعرے تومشاعرے رہے، مذہبی جلسےیاجلوس بھی معصیت ہو جاتے ہیں عوامی مقامات پر آواز بلند کرنا ناپسندیدہ عمل ہے ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے:

ترجمہ:بےشک اللہ پاک ہر متکبر،مغرور،بخیل اور بازاروں میں شورمچانےوالے شخص کوناپسندفرماتے ہیں۔[20]

سنجیدگی اورخاموشی نبوت کی صفات میں سےہے،حضورﷺکی خصوصیات میں یہ بیان کیاگیاہے،آپ تندخو، تیزآوازاور بازاروں میں شورمچانےوالےنہ تھے۔[21]حضرت امام حسین نےحضورﷺکی مجلس کی جوخصوصیات بیان کیں ان میں یہ بھی ہیں کہ آپ کی مجلس، مجلس علم وحیااورصبروامانت تھی نہ اس میں شوروشغب ہوتاتھانہ کسی کی عزت وآبرواتاری جاتی تھی آپس میں سب برابرشمارکئےجاتےتھے۔ ایک دوسرےپرفضیلت تقویٰ سےہوتی تھی ہر شخص دوسرےکےساتھ تواضع سےپیش آتاتھا، بڑوں کی تعظیم کرتےتھے، چھوٹوں پرشفقت کرتےتھے، اہل حاجت کوترجیح دیتےتھے، اجنبی مسافرآدمی کی خبرگیری کرتےتھے۔[22]

میوزک سےپیداہونےوالی صوتی آلودگی

شریعت مقدسہ میں میں موسیقی کوناپسندکیاگیاہے۔ موسیقی کےمسئلہ کےبارےمیں علمائےکرام کےمابین اختلاف ہے۔کچھ علماء کےنزدیک موسیقی جائزہےجب کہ جمہورعلماء کی رائےکےمطابق موسیقی جائزنہیں ہےاس لئےموسیقی سے بچنا چاہیےاگریہ موسیقی اتنی بلندآوازکےساتھ ہوکہ اڑوس پڑوس کےلوگوں کوناگوار گزرےتویہ امراشدحرام اورناجائزہے۔ دیہاتوں

میں بالعموم یہ دیکھاجاتاہے کہ لوگ اپنے ٹریکٹر وغیرہ پر ہل چلاتے ہوئے اتنی بلند آواز کے ساتھ میوزک چلاتے ہیں کہ میلوں دور تک آواز جاتی ہے۔ شہروں میں یہی کام کچھ کھلنڈرے نوجوان کار یا رکشہ وغیرہ پر سرانجام دیتے ہیں۔ یہ امر بالکل بھی درست نہیں ہے اور تعلیمات نبوی سے سراسر متصادم ہے۔

ہمارے گھروں میں شادی بیاہ کے موقع پر بلند آواز کے ساتھ ٹیپ ریکارڈر یا ڈیک بجایاجاتاہے، یا عورتیں اکٹھی ہوکر کر گانا گاتی ہیں اور پرات بجاتی ہیں یا ڈھول بجایاجاتاہے۔ یہ تمام امور رسول کریم ﷺ کی سیرت وتعلیمات سے ہٹ کر ہیں۔ اس لیے ان امور کو ترک کیاجاناچاہیے۔ رسول کریم ﷺ کی کی شادیوں کے موقع پر ایسے کسی بھی امر کا ثبوت نہیں ملتا[23] اس کے علاوہ رسول کریم ﷺ نے جب حضرت بی بی فاطمہ الزہراء کی شادی کی تو ایسے موقع پر بھی آپ نے سادگی کو اختیار کیا۔[24] علماء سیرت نبوی ﷺ سے استدلال کرتے ہوئے اس طرح کے کاموں سے منع کرنے کا حکم ارشاد فرماتے ہیں ۔اسی طرح آج کل شادی بیاہ وغیرہ تقریبات میں DJ کا رواج کافی بڑھتاجارہاہے، یہ ہمارے معاشرہ کے لئے ناسور ہے، اس کی قطعی گنجائش نہیں ہے، یہ مزامیر شیطانی میں داخل ہونے کے علاوہ عام انسانوں کے لئے ضرر رساں بھی ہے۔

آتش بازی، پٹاخے اور گولہ بارود

آج کل شادی کے موقع پر پٹاخے چھوڑنے کا رواج ہے اسی طرح شب برات اور ہولی یا دیوالی وغیرہ کے موقع پر آتش بازی کی جاتی ہے۔ان گولہ بارود کی آواز اتنی بھدی اور بھیانک ہوتی ہے کہ جس کی وجہ سے لوگ تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں اور حرج واقع ہوتاہے۔ لوگوں کو تکلیف پہنچانا تعلیمات نبوی ﷺ سے ہم آہنگ نہیں ہیں رسول کریم ﷺ نے ایسے کسی بھی عمل سے منع فرمایاہے جس کی وجہ سے کسی دوسرے کو تکلیف پہنچے۔ مریضوں، بوڑھوں، مریضوں، عورتوں اور بچوں کو تکلیف پہنچانا سراسر غلط ہے کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کی آنکھ کھل جائے تو بیچارے گھنٹوں جاگتے رہتے ہیں اور انہیں نیند نہیں آتی۔ آج کے جدید معاشرے میں ہسپتالوں کے قریب صوتی آلودگی کو سخت ناپسند کیاگیاہے۔ ہسپتالوں اور تعلیمی اداروں کے ارد گرد ہارن وغیرہ کا بجانا خلاف قانون قرار دیاگیاہے۔ تعلیمات نبوی ﷺ سے ہمیں یہ درس ملتاہے کہ ایسا کوئی عمل رسول کریم ﷺ نے صدیوں پہلے ہی منع فرمادیا تھا چنانچہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا نہ تم کسی کو تکلیف دو نہ کوئی تمہیں تکلیف دے۔[25]

مسجد میں آواز بلند کرنا

مسجد اللہ رب العزت کا گھر ہے اور عبادت کی جگہ ہے لیکن اس میں بھی اس بات کا خیال رکھاجائے گا کہ آپ کی عبادت کسی دوسرے شخص کے لیے تکلیف کا باعث نہ بنے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ اپنی مسجدوں کو بچوں، پاگلوں، خرید وفروخت کرنے، جھگڑوں، آوازوں کے بلند کرنے، حد قائم کرنے اور تلواروں کے برہنہ کرنے سے بچاؤ۔ [26]مسجدوں میں گمشدہ چیزوں کے اعلان سے روکا گیا کہ عبادت کے دوران ایک نئی قسم کی آواز سے خواہ مخواہ تشویش پیدا ہوگی۔[27]حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو عقل وشعور والے لوگ ہوں وہ میرے قریب ہوں پھر جو ان سے ملے ہوئے ہوں تین

مرتبہ فرمایانیز فرمایاتم بازار کی طرح چلانے سے بچو۔[28]یعنی مسجد میں اس بات کاخاص طور پر خیال رکھاجائے گاکہ مسجد میں آوازیں بلند نہ کی جائیں کہ مسجد پر بازار کا ساگمان ہونے لگ جائے کیونکہ بازاروں میں آوازیں بلند کی جاتی ہیں جب کہ مسجدوں میں خاموشی کے ساتھ عبادت کی جاتی ہےاور بضرورت ہی آواز بلند کرنے کی اجازت ہے۔

ذکر کے لیے آواز بلند کرنا

ذکر بالجہر اگرچہ جائزہےاوراور سیرت النبیﷺ سے بھی ثابت ہے جیساکہ ابن عباس نے بیان کیاکہ جب لوگ فرض نماز سے فارغ ہوتے تو اس وقت بلند آواز سے ذکر کرنا نبیﷺ کے زمانے میں (رائج) تھااور ابن عباس کہتے ہیں کہ جب میں سنتا تھا کہ لوگ ذکر کرتے ہوئے لوٹ رہے ہیں تو مجھے معلوم ہو جاتا تھا کہ نماز ختم ہو گئی۔[29]لیکن اتنی تیز آواز سے ذکر کرنا جو دوسروں کے لئے باعث تشویش ہو یا خود ذاکر کو تکلیف ہو ممنوع ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں کہ علماء سلف وخلف کا اس پر اجماع ہے کہ مساجد وغیرہ میں اجتماعی ذکر کرنا مستحب ہے بشرطیکہ سونے والوں، نمازیوں یا قرآن پڑھنے والوں کو تشویش نہ ہو۔[30]

دعا کے لیے آواز بلند کرنا

بلند آواز کے ساتھ دعا کرنا جائز ہے[31] لیکن سیرت النبیﷺ سے ہمیں اس کے آداب کا پتا چلتا ہے کہ اگر کبھی بلند آواز سے دعا کرنی پڑے تو اس میں کن احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھا جانا چاہیے۔چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

”اُدْعُوْارَبَّكُمْ تَضَرُّعًاوَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ“ [32]

ترجمہ: تم اپنے پروردگار کو عاجزی کے ساتھ چپکے چپکے پکارا کرو۔یقیناوہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یعنی دعا کے دوران بہت زیادہ بلند آواز کرنا اللہ تعالی کو ناپسند ہے۔رسول کریمﷺ نے صحابہ کرام کو اسی بات کی تلقین فرمائی تھی ۔ غزوہ خیبر کو جاتے ہوئے ایک میدان آیا، صحابہ نے تکبیر کے نعرے بلند کئے تو رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آہستہ کہو کہ کسی بہرے اور دوراز نظر کو نہیں پکار رہے ہو۔ تم جس کو پکارتے ہو وہ تمہارے پاس ہی ہے۔[33]ایک دوسری روایت میں ہے کہ اے لوگو! تم اپنے نفس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو یعنی آواز کو دھیمی اور پست رکھو۔ یہ جان رکھو کہ تم جسکو پکار رہے ہو وہ نہ بہرا ہے نہ غائب ہے بلکہ وہ تمہاری دعائیں سننے والااور تم سے قریب ہے۔ [34] سیرت کے انہیں نظائر کی وجہ سے حضرت ابن عمر دعامیں آواز اونچی کرنے کے بارے میں فرماتے کہ تم کسی بہرے یا دور والے کو نہیں پکار رہے۔[35] زندگی کے اور معاملات میں جس طرح حد سے تجاوز ناپسندیدہ ہے اسی طرح دعاء ومناجات میں بھی تجاوز عن الحد کو پسند نہیں کیا گیا۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام میں آواز کا دھیما پن کس قدر پسندیدہ ہے،اس میں روحانی فوائد کے ساتھ مادی فوائد بھی ملحوظ ہیں۔

نماز کے لیے آواز بلند کرنا

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایاکہ نمازی جب نماز پڑھتا ہے تو اپنے رب سے مناجات کرتا ہے، پس تم میں سے ہر ایک کو جان لینا چاہیے کہ وہ کس سے مناجات کر رہا ہے۔لہٰذا نماز میں آپس کی باہمی گفتگو کی طرح

آوازاونچی نہ کرو[36] حضرت ابن عباس نے بیان کیاکہ نبیﷺ مکہ میں چھپے رہتے تھےاوراپنی آواز بلند کرتے تھے مشرکین جب سنتے توقرآن اوراس کےلانے والے کوبراکہتے تواللہ تعالیٰ نےاپنے نبی سےفرمایاکہ نہ اپنی آواز نماز میں بہت بلند کرواورنہ ہی بہت آہستہ کرو۔[37]یعنی نماز پڑھتے ہوئے بھی بہت زیادہ تیزیااونچی آواز کے ساتھ قرآت نہیں کی جاسکتی۔

تلاوت قرآن کے لیے آواز کابلند کرنا

حضرت ابوہریرہ سےروایت ہے کہ نبیﷺ کوفرماتےہوئےسناکہ اللہ تعالیٰ کسی چیزکوکان لگاکرنہیں سنتاہے جتناخوش آواز نبیﷺ کےقرآن کوباآوازبلندپڑھنےکوسنتاہے۔[38]ارشادباری تعالیٰ ہے:

”وَلَاتَجْهَرۡبِصَلَاتِكَ وَلَاتُخَافِتْ بِهَاوَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا“[39]

ترجمہ:نہ تواپنی نمازکوبہت بلندآوازسےپڑھواورنہ بالکل پست آوازسےبلکہ درمیانی راستہ اختیارکرو۔

البتہ یہ آوازبلندہوکراسی (80) ڈیسی بل تک پہنچ جائےتویہ شورپیداکرکےماحول کومتاثرکرنےکاسبب بن سکتی ہے۔اس لئےجب کبھی درس یاتقریرومواعظ کی ضرورت داعی ہوتوظاہرہےاس قدرآوازکی بلندی ضروری ہوجاتی ہے۔ایسے میں اسلامی ہدایات یہ ہیں کہ جن تک آوازپہنچانی ہوان تک آوازپہنچانےکاانتظام ہو، تاکہ وہ تذکیرونصیحت سےفائدہ حاصل کرسکیں۔قرآن پاک کی تلاوت عبادت ہےاگرکوئی تلاوت کرناچاہےتواس کواپنےحال اورماحول کوملحوظ رکھنےکی ہدایت دی گئی ہےاگرکوئی قرب وجوارمیں آرام کررہاہویاکسی اورکام کاج میں مصروف ہوتوبلندآوازسےتلاوت کوپسندنہیں کیاگیا۔معروف تابعی حضرت سعیدابن مسیب کےبارے میں منقول ہے کہ ایک بلندآوازقاری کویہ کہہ کرنکلوادیاکہ اس نےمجھےتکلیف پہنچائی۔[40]

میت کے پاس شورشرابہ

آج ہمارےمعاشرے میں بہت سی غیراخلاقی برائیاں رواج پاچکی ہیں ان میں سےایک کسی کےگھرمیں فوتیدگی ہوجانےپرچیخناچلانا، بین یانوحہ[41]کرنابھی ہے۔ رسول اللہﷺ نےاس عمل کی سختی سےممانعت فرمائی ہےاوراس کودورجاہلیت کےعمل سےتشبیہ دی ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعودراوی ہیں کہ رسول کریمﷺ نےفرمایا:

ترجمہ:وہ شخص ہمارےراستےپرچلنےوالوں میں سےنہیں ہےجورخساروں کوپیٹے،گریبان چاک کرےاورایام جاہلیت کی طرح آوازبلندکرے۔ [42]

یعنی میت پربلندآوازکےساتھ رونااوردیگرمذکورہ کام ممنوع ہیں۔ اس لیےاس سےاجتناب کرناچاہیے۔ میت پرآوازسےرونامنع ہےجب کہ بغیرآوازکےرونامحمودہےبلکہ حضوراقدسﷺ سےثابت ہے کہ آپﷺ نےاپنےلخت جگرحضرت ابراہیم [43]اوراپنےنواسےکی وفات پراشک بہائے۔[44]حضرت ابن عمرسےروایت ہے کہ جب حضرت عمرکوزخمی کیاگیا، آپ پربےہوشی طاری ہوگئی تولوگ آپ پرباآوازبلندچیخنےلگے، جب آپ کوہوش آیاتوفرمایا: کیاتم نہیں جانتےکہ رسول اللہﷺ نےفرمایامیت کوزندوں کےرونےکی وجہ سےعذاب دیاجاتاہے۔[45]ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ بےہوش ہوگئےتوان کی عورت ام عبداللہ چلاچلاکررونےلگی جب حضرت ابوموسیٰ کوہوش آیاتوانہوں نےکہاکہ کیاتمہیں نہیں معلوم ؟

کہ چلاچلاکر رونا کتنا برا ہے چنانچہ راوی کہتے ہیں کہ پھر ابو موسیٰ ان سے یہ حدیث بیان کرنے لگے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اس شخص سے بیزار ہوں جو مصیبت وحادثہ کے وقت سر کے بال منڈائے چلاچلا کر روئے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔[46] لہٰذا مسلمانوں کو ان باتوں سے اچھی طرح پرہیز کرنا چاہیے۔

لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

شور کی آلودگی سے طبیعتوں میں چڑچڑاپن، سر درد، تھکاوٹ، ڈیپریشن اور بہرے پن کے مسائل جنم لے رہے ہیں۔ دوسرے لوگوں کے آرام میں خلل ڈال کر انہیں ذہنی اذیت پہنچانا ہر مہذب معاشرے میں اور خصوصا اسلامی معاشرے میں ایک ناپسندیدہ فعل قرار دیا گیا ہے۔ آجکل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ہوٹلوں، بازاروں، دکانوں، عوامی مقامات پر منعقدہ تقاریب میں اور گلی کوچوں میں مختلف اشیاء بیچنے کے لیے انتہائی بلند آواز میں لاؤڈ اسپیکر اور دیگر آلات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اکثر مساجد میں اذان اور خطبہ جمعہ کے علاوہ بھی وعظ ونصیحت کے لیے اور دیگر منعقدہ دینی محافل میں لاؤڈ اسپیکر کا بے دریغ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے نہ صرف قرب وجوار میں موجود لوگوں کے آرام میں خلل پڑتا ہے اور مریضوں کی تکلیف میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ طلبہ کی پڑھائی بھی متاثر ہوتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ایسے کسی بھی عمل سے منع فرمایا ہے کہ جس سے کسی دوسرے کو تکلیف پہنچے۔ حکومت پاکستان نے بھی ملک بھر میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ انظباطی طور پر لاؤڈ سپیکر اور مکبر الصوت آلات (Sound Amplifiers) کو آرڈیننس مجریہ 1965ء (The W.P. Regulations and Control of Loudspeakers and Sound Amplifiers Ordinance 1965) کے تحت ریگولیٹ کیا گیا ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کو کسی دوسرے کو تکلیف دینے کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا بالخصوص ہسپتال، تعلیمی ادارے، عدالت اور فوج کے قرب وجوار میں اور عبادت گاہوں کے قریب عبادت کے اوقات میں بلند آواز سے لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر پابندی عائد ہے۔ اور اس کی خلاف ورزی کی صورت میں ایک ماہ قید یا دو سو روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔[47] تاہم جمعہ کی نماز اور خطبہ، عید الفطر اور عید الاضحی کی نمازیں اور خطبات اور تمام اذانوں پر اس کا اطلاق نہیں ہوگا جب کہ آواز مناسب رکھی گئی ہو۔

مساجد میں لاؤڈ اسپیکر صرف نماز کی اذان تک ہی محدود رہنا چاہئے۔ جہاں تک نماز اور تقاریر وخطبات کی بات ہے تو صرف داخلی اسپیکر ہی استعمال کیا جانا چاہیے۔ مسجد میں بغیر شرعی ضرورت کے آواز اونچی کرنا رسول کریم ﷺ کو سخت ناپسند تھا۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی کو گم شدہ چیز بآواز بلند ڈھونڈتا ہوا پائے، تو کہے! اللہ کرے تیری چیز کبھی نہ ملے کیونکہ مسجدیں اس واسطے نہیں بنی ہیں۔[48] اور اس امر کا اس حد تک لحاظ رکھا گیا ہے کہ جب کوئی آدمی قرآن پڑھے خواہ نماز میں پڑھے یا نماز کے علاوہ پڑھے تو اسے اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس کی آواز دوسرے نمازی یا دوسرے قاری کی آواز سے اونچی نہ ہو۔ اس طرح کسی ذکر کرنے والے یا سونے والے کے سامنے بھی اونچی آواز سے نہ پڑھے تاکہ ان لوگوں کو اس کی وجہ سے تکلیف نہ پہنچے۔ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ نمازی اپنے پروردگار سے (حالت نماز میں) مناجات کرتا ہے لہٰذا اسے چاہیے کہ جو مناجات وہ کرتا ہے اس پر غور کرے (یعنی ذکر وقرأت حضور قلب اور خشوع اور خضوع کے ساتھ کرے) اور قرآن کو پڑھنے میں تم میں سے کوئی ایک

دوسرے سے اونچی آواز نہ کرے۔[49]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو اس میں اونچی آواز سے قرأت کرنے لگے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابن حذافہ ! مجھے نہ سناؤ اپنے پروردگار کو سناؤ۔[50] بعض لوگ اونچی آواز کے ساتھ مسجد میں تلاوت کرتے ہیں اور اس کو نیکی سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے یہ روایت قابل غور ہے۔ حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے مسجد میں اعتکاف کیا، اس دوران آپ ﷺ کے کانوں میں لوگوں کے اونچی آواز میں قرآن کریم پڑھنے کی آواز گئی، اس وقت آپ ﷺ اپنے خیمے میں تھے، نبی ﷺ نے اپنا پردہ اٹھا کر فرمایا یاد رکھو! تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے مناجات کر رہا ہے، اس لیے ایک دوسرے کو تکلیف نہ دو اور ایک دوسرے پر اپنی آوازیں بلند نہ کرو۔[51] اس کی بجائے یہ ادب بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ پست آواز والے مردوں کو دوست رکھتے اور اونچی آواز والوں کو ناپسند کرتے ہیں۔[52] ان روایات سے معلوم ہوا کہ ہمیں اونچی آواز میں گفتگو سے بھی اجتناب کرنا چاہیے اور نمازوں و تلاوت قرآن یا نماز کے لیے بھی آواز کو غیر معمولی طور پر بلند نہیں کیا جا سکتا تو لاؤڈ اسپیکر کا بے جا استعمال تو بدرجہ اولی ممنوع و مذموم ہے۔

کیا ہر بلند آواز کی ممانعت ہے؟

شریعت میں ہر موقع پر آواز بلند کرنے کی ممانعت نہیں ہے بلکہ بعض مواقع پر بضرورت آواز بلند کی جا سکتی ہے۔ نہ تو یہ منع ہے اور نہ ہی یہ گناہ ہے۔ اس کے بہت زیادہ دلائل سیرت النبی ﷺ سے ثابت ہیں ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا کہ نماز میں آسمان کی طرف اپنی نگاہیں اٹھاتے ہیں۔ (یہاں آپ ﷺ کا غصہ تیز ہو گیا اور آپ کی آواز اونچی ہو گئی اور فرمایا) لوگ اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی۔ (اور وہ نابینا ہو جائیں گے)۔[53] حج وعمرہ کے موقع پر بھی آپ ﷺ سے باآواز بلند تلبیہ پڑھنا ثابت ہے۔[54] بلکہ رسول کریم ﷺ نے حضرت بلال کو موذن ہونے کا شرف ان کی اونچی آواز کی وجہ سے ہی عطا فرمایا تھا۔[55] اس کے علاوہ بھی متعدد مواقعوں پر آپ ﷺ کا بلند آواز سے کلام کرنا ثابت ہے چنانچہ غزوہ خندق کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے پکارا کہ اے اہل خندق ! جابر نے کھانا پکایا ہے پس جلدی سے چلو کہ یہ خوشخبری کی بات ہے۔[56] حضرت براء بن عازب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خندق کے دن بلند آواز سے اشعار پڑھ رہے تھے۔[57] حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ (وانذر عشیرتک الاقربین) کہ اے رسول ! اپنے رشتہ داروں کو ڈرایئے تو رسول اللہ ﷺ کوہ صفا پر چڑھے اور بلند آواز سے پکارنے لگے کہ اے بنی فہر! اے بنی عدی ! قریش کے تمام لوگوں کو بلایا۔[58]

یہ دلائل و آثار واضح کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی بضرورت بلند آواز سے گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ اس لیے ہر صورت میں آواز بلند کرنے کی ممانعت نہیں ہوگی لیکن اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ اتنی ہی آواز بلند کی جائے جتنی ضرورت ہو۔ ضرورت سے زائد آواز بلند کرنے کی ممانعت ہوگی۔ اس ضمن میں سید ابوالاعلی مودودی لکھتے ہیں کہ " اس (حکم) کا یہ منشا نہیں ہے کہ آدمی ہمیشہ آہستہ بولے اور کبھی زور سے بات نہ کرے، بلکہ گدھے کی آواز سے تشبیہ دے کر واضح کر دیا گیا ہے کہ مقصود کس طرح کے لہجے اور کس طرح کی آواز میں بات کرنے سے روکنا ہے۔ لہجے اور آواز کی ایک پستی و بلندی اور سختی و نرمی تو وہ ہوتی ہے جو فطری اور حقیقی ضروریات کے لحاظ سے ہو۔

مثلاً قریب کے آدمی یا کم آدمیوں سے آپ مخاطب ہوں تو آہستہ بولیں گے۔ دور کے آدمی سے بولنا ہو یا بہت سے لوگوں سے خطاب کرنا ہو تو لامحالہ زور ہی سے بولنا ہو گا۔ ایسا ہی فرق لہجوں میں بھی موقع و محل کے لحاظ سے لازماً ہوتا ہے۔ تعریف کا لہجہ مذمت کے لہجے اور اظہار خوشنودی کا لہجہ اظہار ناراضی کے لہجے سے مختلف ہونا ہی چاہیے۔ یہ چیز کسی درجہ میں بھی قابل اعتراض نہیں ہے۔ نہ لقمان کی نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اس فرق کو مٹا کر بس ہمیشہ ایک ہی طرح نرم آواز اور پست لہجے میں بات کیا کرے۔ قابل اعتراض جو چیز ہے وہ تکبر کا اظہار کرنے اور دھونس جمانے اور دوسرے کو ذلیل و مرعوب کرنے کے لیے گلا پھاڑنا اور گدھے کی سی آواز میں بولنا ہے۔" [59]

معلوم ہوا کہ بعض دفعہ ضرورت کی وجہ سے انسان کو بلند آواز سے پکارنا پڑتا ہے۔ مثلاً دو چار آدمی آس پاس بیٹھے ہوں تو پست آواز سے کام چل جاتا ہے۔ مگر زیادہ آدمیوں کو بات سنانا مقصود ہو یا کوئی شخص خطاب کر رہا ہو تو ضرورت کے تحت آواز کو بلند کیا جا سکتا ہے۔ یونہی اذان دیتے وقت انسان کو بلند آواز نکالنے کی ضرورت ہوتی ہے اور پست آواز سے کام ہی نہیں چلتا۔ ایسے مواقع پر بلند آواز سے بات کرنا یا خطاب کرنا ہرگز مذموم نہیں ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ استاد کو اپنے شاگرد کو سرزنش کرنے یا ڈانٹنے کی ضرورت ہوتی ہے اس وقت بھی اگر وہ آواز پست اور نرم لہجہ رکھے گا تو شاگرد پر خاک بھی اثر نہ ہو گا۔ مذموم چیز یہ ہے کہ کوئی شخص ازراہ تکبر دوسروں پر دھونس جمانے اور انھیں ذلیل یا مرعوب کرنے کے لیے بتکلف گلا پھاڑے یا چلا کر بات کرے۔ اس غرض سے جب کوئی چلا چلا کر بولتا ہے تو بسا اوقات آواز بے ڈھنگی اور بے سری ہو جاتی ہے۔ اگر یہ بھی کوئی خوبی کی بات ہوتی تو قرآن پاک میں اللہ تعالی گدھے کی آواز کو سب سے بری آواز نہ کہتا کیوں کہ ضرورت سے زائد آواز بلند کرنا ممنوع و مذموم ہے۔

بلند آوازی جاہلیت کی صفت

بلند آواز کے ساتھ کلام کرنا اگرچہ جائز ہے جیسا کہ اوپر بیان کئے گئے دلائل سے واضح ہوتا ہے لیکن اس ضمن میں آداب واحتیاط کو ضرور مد نظر رکھا جائے گا اور مطلقاً بلا ضرورت آواز کا بلند کرنا شریعت مطہرہ کی نظر میں ناپسندیدہ اور مذموم ہے۔ علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کی جانب سے یہ ادب بتلایا گیا ہے کہ لوگوں کے سامنے ان کو ذلیل سمجھتے ہوئے چیخنے کو ترک کیا جائے یا مطلق چیخنے کو ترک کیا جائے۔ عرب بلند آواز پر فخر کیا کرتے تھے ان میں سے جس کی آواز شدید ہوتی تو وہ زیادہ معزز ہوتا۔ اوران میں سے جس کی آواز پست ہوتی تو وہ ذلیل سمجھا جاتا تھا۔ ان کے شاعر نے کہا :

"جَہِیرالْکَلَامِ جَہِیرالْعُطَاسِ ... جَہِیرالرُّوَاءِ جَہِیرالنَّعَمْ"

ترجمہ: میرا ممدوح اونچی گفتگو کرنے والا، زوردار چھینک مارنے والا، خوبصورت چہرے والا اور بہت زیادہ اونٹوں والا ہے۔ اللہ تعالٰی نے اس جاہلیت کے خلق سے اس ارشاد کے ساتھ منع کیا اور یہ بتلایا کہ اگر آواز کی وجہ سے کسی سے ڈرا جاتا تو گدھے سے ڈرا جاتا۔ اللہ تعالٰی نے ان سب کو مثال میں برابر کر دیا۔ [60] یعنی بلند آواز کے ساتھ گفتگو کرنا زمانہ جاہلیت کی ایک صفت تھی جس سے اجتناب کرنا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے۔

سیرت النبی سے اعتدال و توازن کا درس

رسول کریم ﷺ کی تعلیمات مثالی، اخلاق کامل اور کردار عظیم تھا۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو کامل نمونہ قرار دیا

گیااورامت کواس کی اتباع وپیروی کا حکم دیاگیا۔ آپ ﷺ کی زندگی ہر اعتبار سے اعتدال وتوازن سے بھرپور ہے۔ بہت سے مواقع پر رسول کریم ﷺ نے صحابہ کو بھی صوتی لحاظ سے اعتدال اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت حضرات شیخین کریمین کی تلاوت سنی۔ حضرت ابو بکر پست آواز سے قرأت کر رہے تھے اور حضرت عمر بلند آواز سے قرأت کر رہے تھے۔ صبح جب یہ دونوں حضرات نبی کریم ﷺ کی مجلس میں جمع ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر تم اپنی آواز تھوڑی بلند کرو اور حضرت عمر سے فرمایا اے عمر تم اپنی آواز تھوڑی پست کرو۔[61] یعنی اعتدال کادامن تھاما جائے۔

حضرت ابن عباس نے بیان کیاکہ یہ آیت وَلَاتَجْهَرْبِصَلَاتِكَ وَلَاتُخَافِتْ بِهَاوَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا[62] مکہ میں اس وقت نازل ہوئی جب کہ آنحضرت ﷺ نماز بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے مشرک جب سنتے تو قرآن اس کے اتارنے والے اور جس پر اتارا جارہا تھا سب کو برا بھلا کہا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی کہ قرأت نہ تو زیادہ بلند ہونی چاہیے کہ مشرکین سن کر بکواس کرنے لگیں اور نہ اتنی آہستہ ہونی چاہیے کہ آپ کے ساتھ والے بھی نہ سن سکیں بلکہ قرأت درمیانی آواز میں ہونی چاہیے۔[63] یعنی اللہ کے نزدیک بھی یہی طریقہ محمود ہے۔ حضرت عمر نے اس موذن سے فرمایا جس نے اپنی طاقت سے بڑھ کر آواز کو بلند کرنے کا تکلف کیا: مجھے خوف ہوا کہ تیرا مریطاء پھٹ جائے گا موذن ابو محذورہ سمرہ بن معیر تھے مریطاء سے مراد ناف سے لے کر شرم گاہ تک کا حصہ ہے۔[64] یعنی اکابر صحابہ بھی تربیت نبوی سے فیض پانے کے بعد دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی یہی درس دیا کرتے تھے۔

ابو موسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں کہ ہم حج میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب ہم کسی بلندی پر چڑھتے تو بلند آواز سے لاالہ الااللہ اور واللہ اکبر کہتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! تم اپنی جان پر رحم کرو کیونکہ نہ تو کسی بہرے کو پکار رہے ہو اور نہ کسی غائب کو اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے بیشک وہ سنتا ہے اور بلاشبہ وہ تم سے قریب ونزدیک ہے۔[65] ایک دوسرے موقع پر بھی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو یہی تلقین فرمائی۔ حضرت موسیٰ اشعری ہی روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کی یا یہ فرمایا کہ جب آپ خیبر کی طرف چلے تو لوگ ایک وادی پر پہنچ کر بلند آواز سے تکبیر پڑھنے لگے کہ اللّٰهُ أَكْبَراللّٰهُ أَكْبَرلَاإِلَهَ إِلَّااللّٰهُ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے آپ پر نرمی کرو (یعنی زور سے نہ چیخو) کیونکہ تم کسی بہرے یا غیر موجود ذات کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ تم سننے والے کو جو قریب بھی ہے پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہے[66] یعنی اعتدال وتوازن کو لازم کیا جائے۔ نہ تو بہت زیادہ بلند آواز کے ساتھ گفتگو کی جائے اور نہ بہت زیادہ پست آواز کے ساتھ بلکہ حتی الامکان ضرورت کے مطابق درمیانی آواز کے ساتھ گفتگو کی جائے اور ذکر و تلاوت قرآن کے مواقع پر بھی اس کا خیال رکھا جائے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

نتیجہ بحث

مذکورہ بالا بحث سے یہ امور بآسانی مترشح ہو رہے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ہر ایسے عمل سے منع فرمایا ہے کہ جس کی وجہ سے کسی دوسرے فرد کو تکلیف یا نقصان پہنچے، چنانچہ اتنی بلند آواز کے ساتھ کوئی بھی کام کرنا، ہارن بجانا، میوزک سننا، لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا جس کی وجہ سے دوسروں کو ضرر ہو تعلیمات نبوی ﷺ کی سراسر خلاف ورزی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ہر ایسے کام کے ارتکاب

کی ممانعت بیان فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی تعلیمات میں امت کو اعتدال وتوازن کے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ صوتی آلودگی کو کم کرنے یا ختم کرنے کے سلسلہ میں نبی ﷺ کی ارشاد فرمودہ تعلیمات پر عمل کیا جائے تو اس کا تدارک کیا جاسکتا ہے۔ یہ تعلیمات اتنی جامع ہیں کہ یہ آج کے دور میں کسی بھی ملک کے قانون سے زیادہ جامع ، مکمل ،احسن اور اکمل ہیں ۔اس لیے کہ یہ تعلیمات انسانی زندگی کے تمام گوشوں پر محیط اور حاوی ہونے کے ساتھ ساتھ صوتی آلودگی کے ہر پہلو سے بھی بحث کرتی ہیں اور اس سے متعلق ہر عمل کے بارے میں رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ اگر ان تعلیمات کو عام کیا جائے اور ہر فرد تک پہنچایا جائے تو شور کی آلودگی پر باآسانی قابو پایا جاسکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 international license.

حواشی وحوالہ جات

[1] . http://afkarenau.com/?p=2200

[2] . www.britannica.com/science/noise-pollution accessed on 22-01-20

[3] . Pakistan Environmental protection act 1997. p.4

[4] . www.britannica.com/science/noise-pollution accessed on 22-01-20

[5] . https://www.ukessays.com/essays/physical-education/parameters-for-noise-pollution-measurement-physical-education-essay.php accessed on 22-01-20

[6] القرآن الکریم 33:21۔

[7] امام احمد بن حنبل، **مسند احمد** مُسْنَدُ الصِّدِّيقَةِ عَائِشَةَ بِنْتِ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، رقم الحدیث:26269۔

[8] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحدیث:3559۔

[9] القرآن الکریم 49:2۔ یعنی ان آیات مبارکہ میں صرف رسول کریم ﷺ کی آواز پر اپنی آواز بلند کرنے سے ہی نہیں روکا گیا بلکہ اشارۃ النص سے پتہ چلتا ہے کہ اس آیت میں رسول کریم ﷺ کی گفتگو کے لہجہ وانداز کی پیروی کا بھی حکم پایا جاتا ہے لیکن ماقبل یہ بتادیا گیا کہ آواز کے بلند کرنے میں رسول کریم ﷺ کی برابری نہ کی جائے اور مابعد یہ بتایا گیا کہ اپنی آواز کو پست اور دھیمار کھا جائے اور دھیمی وپست آواز میں گفتگو کرنے والوں کو پسند کیا گیا ہے۔

[10] القرآن الکریم 49:3۔

[11] . https://ur.al-ain.com/article/india-mumbai-police-s-unique-initiative-to-curb-harpists-without-cause accessed on 22-01-20

[12] القرآن الکریم 31:19۔

[13] أبوعبدالله محمدبن يوسف المالكي، **التاج والإكليل لمختصرخليل**، (بيروت:دارالكتب العلمية،1416ھ)، ج7، ص136۔

[14] سکہ ڈھالنے والے شخص کو ضراب کہتے ہیں۔

[15] غسال سے مراد دھوبی ہے۔ پہلے وقتوں میں کپڑوں کو پتھر وغیرہ پر مارا جاتا تھا اور یوں کپڑوں کی میل نکالی جاتی تھی کپڑوں کو پتھر کے مارنے کی وجہ سے آواز پیدا ہوتی تھی۔ اس آواز کی وجہ سے فقہانے منع کرنے کا قول بیان کیا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایسی معمولی آواز کو بھی فقہا ضرر کی وجہ سے منع فرماتے ہیں تو پھر شدید و ناگوار آوازوں کو اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے اور ان کے احکام معلوم کیے جا سکتے ہیں۔

[16] أبوالوليدسليمان بن خلف الباجي، **المنتقى شرح الموطإ**، (مصر:مطبعة السعادة، 1332 ھ)، ج6، ص41۔

[17] القرآن الكريم 56:25۔

[18] القرآن الكريم 78:35۔

[19] البخارى، **الجامع الصحيح** ،كِتَابُ الإِيمَانِ،بَابٌ أَيُّ الإِسْلاَمِ أَفْضَلُ،رقم الحديث:11۔

[20] امام محمدبن حبان،**صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان**،كتاب العلم،ذكر الزجر عن العلم بأمر الدنيا مع الانهماك فيها و الجهل بأمر الآخرة و مجانبة أسبابها،رقم الحديث:72۔

[21] البخارى، **الجامع الصحيح**،كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ،بَابُ {إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا}،رقم الحديث:4838۔

[22] محمدبن عيسى ترمذى،**الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية**،بَابُ مَا جَاءَ فِي خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،رقم الحديث:352۔

[23] أحمدبن شعيب نسائى،**السنن الصغرى للنسائي**،كِتَاب النِّكَاحِ،الْقِسْطُ فِي الْأَصْدِقَةِ،رقم الحديث:3350۔

[24] أبوعبدالله محمدبن يزيدالقزويني ابن ماجة،**سنن ابن ماجه**،بَابُ كِتَابُ الزُّهْدِ،ضِجَاعِ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،رقم الحديث:4152۔

[25] ايضاً كِتَابُ الْأَحْكَامِ،بَابُ مَنْ بَنَى فِي حَقِّهِ مَا يَضُرُّ بِجَارِهِ،رقم الحديث:2341۔

[26] عبدالرزاق بن همام الصنعانى،**المصنف**،كتاب الصلاة،باب البيع والقضاء في المسجد وما يجنب المسجد،رقم الحديث:1726۔

[27] ابوداؤدسليمان بن اشعث،**سنن ابوداؤد**،بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ إِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ،رقم الحديث:473۔

[28] مسلم بن حجاج، **الجامع الصحيح** ،باب تسوية الصفوف وإقامتها وتقديم أولي الفضل وتقريبهمن الإمام،رقم الحديث:905۔

[29] البخارى، **الجامع الصحيح** ،كِتَابُ الأَذَانِ،بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلاَةِ،رقم الحديث:841۔

[30] محمدأمين بن عمر ابن عابدين،**ردالمحتارعلى الدرالمختار**،(بيروت:دارالفكر، 1412ھ)، ج1، ص660۔

[31] مسلم بن حجاج، **الجامع الصحيح** ،بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَذَى الْمُشْرِكِينَ وَالْمُنَافِقِينَ،رقم الحديث:4672۔

[32] القرآن الكريم 7:55۔

[33] البخارى، **الجامع الصحيح** ،كِتَابُ المَغَازِي،بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ،رقم الحديث:4205۔

[34] ايضاً كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ،بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيرِ،رقم الحديث:2992۔

[35] ابوبكرعبدالله بن محمد ابن ابى شيبه،**المصنف**،باب في رفع الصَّوْتِ بِالدُّعَاءِ،رقم الحديث:8546۔

[36] ايضاً،باب في رفع الصَّوْتِ بِالدُّعَاءِ،رقم الحديث:8549۔

[37] البخارى، **الجامع الصحيح** ،كِتَابُ التَّوْحِيدِ،بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَاهِرُ بِالقُرْآنِ مَعَ الكِرَامِ البَرَرَةِ،رقم الحديث:7547۔

[38] ايضاً، رقم الحديث:7544۔

[39] القرآن الكريم 17: 110۔

[40] يوسف المالكي،**التاج والإكليل لمختصرخليل**،ج2،ص372۔

41 کسی شخص کے فوت ہو جانے پر مبالغے کے ساتھ یعنی خوب بڑھا چڑھا کر اس کی خوبیوں اور اوصاف کا ذکر کر کے آواز کے ساتھ رونا نوحہ کہلاتا ہے۔ اسے بین کرنا بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بالا جماع حرام ہے۔ یونہی واویلا کرنا، وامصیبتاہ یعنی ہائے مصیبت کہہ کر چلانا وغیرہ بھی حرام ہے۔ تاہم اگر اس کی سچی خوبیوں کا ذکر کیا جائے اور چیخا چلایا نہ جائے تو یہ جائز ہے۔ ماخوذ: امجد علی اعظمی، بہار شریعت (لاہور: شبیر برادرز اردو بازار، 1996ء)، ج1، ص341۔

42 البخاری، **الجامع الصحيح** ،كِتَابُ الجَنَائِزِ،بَابٌ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الخُدُودَ،رقم الحديث:1297۔

43 ایضاً بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ،رقم الحديث:1303۔

44 یہ حضرت زینب کے بیٹے علی تھے۔ ایضاً، كِتَابُ الجَنَائِزِ،بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ المَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ،رقم الحديث:1284۔ حضرت سعد بن عبادہ کی بیماری کے موقع پر بھی آپ ﷺ کا آنسو بہانا ثابت ہے۔ ایضاً بَابُ البُكَاءِ عِنْدَ المَرِيضِ،رقم الحديث:1304۔

45 مسلم بن حجاج، **الجامع الصحيح** ،أبواب الْجُمُعَةِ،بَابُ الْمَيِّتِ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ،رقم الحديث:2100۔

46 ایضاً،كِتَابُ الإِيمَانِ،باب براءة النبي ﷺ ممن ضرب الخدود وشق الجيوب ودعا بدعوى الجاهليه،رقم الحديث:201۔

47 قانون فہمی، قانون وانصاف کمیشن حکومت پاکستان سپریم کورٹ بلڈنگ اسلام آباد، ج2، ص52۔

48 ابوداؤد،**سنن ابوداؤد**،كِتَاب الصَّلَاةِ،بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ إِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ،رقم الحديث:473۔

49 احمدبن حنبل،**مسنداحمد**،حَدِيثُ الْبَيَاضِيِّ،رقم الحديث:19022۔

50 ایضاً، مُسْنَدُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،رقم الحديث:8326۔

51 ایضاً ، مُسْنَدُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،رقم الحديث:11896۔

52 المتقى الهندى،**كنزالعمال فى سنن الاقوال والافعال**،رفع الصوت في الكلام،رقم الحديث:7943۔

53 البخاری، **الجامع الصحيح** ،كِتَابُ الأَذَانِ،بَابُ رَفْعِ البَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلاَةِ،رقم الحديث:750۔

54 ایضاً كِتَابُ الحَجِّ،بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالإِهْلاَلِ،رقم الحديث:1548۔

55 المتقى الهندى،**كنزالعمال فى سنن الاقوال والافعال**،فصل في الأذان،رقم الحديث:23140۔

56 البخاری، **الجامع الصحيح** ،كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ،بَابُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالفَارِسِيَّةِ وَالرَّطَانَةِ،رقم الحديث:3070۔

57 ایضاً كِتَابُ المَغَازِي،بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ،رقم الحديث:4104۔

58 ایضاً كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ،بَابُ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ [الشعراء: 215] أَلِنْ جَانِبَكَ،رقم الحديث:4770۔

59 سید ابوالاعلیٰ مودودی، ***تفہیم القرآن***، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، س۔ن)، ج4، ص19۔

60 أبوعبدالله محمدبن أحمد القرطبى،**الجامع لأحكام القرآن**،(القاهرة:دارالكتب المصرية, 1384)،ج14،ص72۔

61 ابوداؤد،**سنن ابوداؤد**،كِتَاب الصَّلَاةِ،بَابٌ فِي رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ،رقم الحديث:1329۔

62 القرآن الكريم 17:110۔

63 البخاری، **الجامع الصحيح** ،كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ،بَابُ وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ وَلاَ تُخَافِتْ بِهَا،رقم الحديث:4722۔

64 القرطبى،**الجامع لأحكام القرآن**،ج14،ص71۔

65 البخاری، **الجامع الصحيح** ،كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ،بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيرِ،رقم الحديث:2992۔

66 ایضاً كِتَابُ المَغَازِي،بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ،رقم الحديث:4205۔